وَنَادٰٓى اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ اَصْحٰبَ النَّارِ اَنْ قَدْ وَجَدْنَا مَا وَعَدَنَا رَبُّنَا حَقًّا فَهَلْ وَجَدْتُّمْ مَّا وَعَدَ رَبُّكُمْ حَقًّا ؕ قَالُوْا نَعَمْ ۚ فَاَذَّنَ مُؤَذِّنٌۢ بَيْنَهُمْ اَنْ لَّعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ ۙ﴿۴۴﴾
الَّذِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ يَبْغُوْنَهَا عِوَجًا ۚ وَ هُمْ بِالْاٰخِرَةِ كٰفِرُوْنَ ﴿۴۵﴾

اور جنت والے آگ والوں کو آواز دیں گے کہ ہم نے تو واقعی وہ وعدہ سچا پالیا ہے جو ہم سے ہمارے رب نے کیا تھا، تو کیا تم نے وہ وعدہ سچا پالیا جو تمھارے رب نے تم سے کیا تھا؟ وہ کہیں گے ہاں! پھر ان کے درمیان ایک اعلان کرنے والا اعلان کرے گا کہ ظالموں پر اللہ کی لعنت ہے ﴿۴۴﴾ جو اللہ کے راستے سے روکتے اور اس میں کجی ڈھونڈتے ہیں اور وہ آخرت کے منکر ہیں ﴿۴۵﴾

آیت 44 وَنَادٰٓى اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ..... : جنتی جہنمیوں کی حسرت و ندامت بڑھانے کے لیے اور اپنے دل کو ٹھنڈا کرنے اور انتقام لینے کے لیے ان سے یہ باتیں کہیں گے: ﴿ فَالْيَوْمَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنَ الْكُفَّارِ يَضْحَكُوْنَ ۙ﴿۳۴﴾ عَلَى الْاَرَآئِكِ يَنْظُرُوْنَ ۙ﴿۳۵﴾ هَلْ ثُوِّبَ الْكُفَّارُ مَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ﴾ [المطففین : ۳۴ تا ۳۶] ”سو آج وہ لوگ جو ایمان لائے، کافروں پر ہنس رہے ہیں، تختوں پر (بیٹھے) نظارہ کر رہے ہیں، کیا کافروں کو اس کا بدلہ دیا گیا جو وہ کیا کرتے تھے؟“ بالکل یہی الفاظ رسول اللہ ﷺ نے بدر کے مشرک مقتولین سے کہے تھے، چنانچہ انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بدر کے دن قریش کے چوبیس سرداروں کے متعلق حکم دیا، تو انھیں بدر کے ایک نہایت گندے کنویں میں پھینک دیا گیا۔ تیسرے دن آپ ﷺ اونٹنی پر سوار ہو کر اس کی طرف چلے، کنویں کے کنارے پر جا کھڑے ہوئے، آپ کے صحابہ بھی ساتھ تھے۔ آپ ﷺ نے انھیں ایک ایک کا نام لے کر پکارنا شروع کیا: ”اے فلاں بن فلاں! اے فلاں بن فلاں! کیا تمھیں پسند ہے کہ تم نے اللہ اور اس کے رسول کی بات مانی ہوتی؟ کیونکہ ہم نے تو جو ہمارے رب نے ہم سے وعدہ کیا سچا پالیا، تو کیا تم نے بھی جو وعدہ تمھارے رب نے کیا تھا سچا پالیا؟“ تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: ”آپ ایسے لاشوں سے بات کر رہے ہیں جن میں جان ہی نہیں۔“ فرمایا: ”تم ان سے زیادہ وہ بات نہیں سن رہے جو میں انھیں کہہ رہا ہوں۔“ قتادہ نے کہا کہ اللہ نے انھیں زندگی دی، یہاں تک کہ انھیں ڈانٹنے، ذلیل کرنے، انتقام اور حسرت و ندامت کے لیے آپ کی بات سنوا دی۔ [بخاری، المغازی، باب قتل أبی جھل : ۳۹۷۶]

آیت 45 ❶ الَّذِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ..... : یعنی اللہ کے راستے (اسلام) میں کجی تلاش کرتے ہیں اور اس میں شکوک و شبہات پیدا کر کے لوگوں کو اس سے نفرت دلاتے ہیں، یا لوگوں کو دھمکی دے کر راہِ حق سے روکتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ یہ راہ سیدھی راہ نہیں، صحیح راہ وہ ہے جس پر ہم چل رہے ہیں۔

❷ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ كٰفِرُوْنَ: یعنی وہ ظالم جن میں یہ تین صفات ہوں گی کہ وہ اللہ کی راہ سے روکتے ہیں، اللہ کی راہ میں کجی

وَ بَيْنَهُمَا حِجَابٌ ۚ وَ عَلَى الْاَعْرَافِ رِجَالٌ يَّعْرِفُوْنَ كُلًّا ۢ بِسِيْمٰهُمْ ۚ وَ نَادَوْا اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ اَنْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ ۫ لَمْ يَدْخُلُوْهَا وَ هُمْ يَطْمَعُوْنَ ﴿٤٦﴾

اور ان دونوں کے درمیان ایک آڑ ہوگی اور (اس کی) بلندیوں پر کچھ مرد ہوں گے، جو سب کو ان کی نشانی سے پہچانیں گے اور وہ جنت والوں کو آواز دیں گے کہ تم پر سلام ہے۔ وہ اس میں داخل نہ ہوئے ہوں گے اور وہ طمع رکھتے ہوں گے ﴿٤٦﴾

تلاش کرتے ہیں اور آخرت کا انکار کرتے ہیں ان پر لعنت کی ہے، ورنہ ہر فاسق پر لعنت نہیں۔ شاہ عبد القادر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حق تعالیٰ نے قرآن شریف میں بے انصاف (ظالم) فرمایا اکثر گناہوں پر لیکن لعنت نہیں کی مگر ایسوں پر۔ (موضح) مطلب یہ ہے کہ وہ بے دریغ ہر قسم کے برے اقوال واعمال کا ارتکاب اس لیے کر رہے ہیں کہ وہ آخرت کے منکر ہیں۔

آیت 46 ❶ **وَ بَيْنَهُمَا حِجَابٌ**: جو جنت اور جہنم کے درمیان ایک دیوار ہوگی، جیسا کہ دوسری جگہ فرمایا: ﴿ **فَضُرِبَ بَيْنَهُمْ بِسُوْرٍ** ﴾ [الحدید : ١٣] یعنی جنتیوں اور جہنمیوں کے درمیان ایک دیوار بنا دی جائے گی، جس کے اندر کی طرف اللہ کی رحمت ہوگی اور باہر کی طرف عذاب۔ شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''وآں مسمّٰی باعراف است۔'' یعنی اس دیوار کو ''اعراف'' کہا جاتا ہے۔ (فتح الرحمٰن)

❷ **وَ عَلَى الْاَعْرَافِ رِجَالٌ**: "**الْاَعْرَافِ**" یہ " عُرْفٌ" کی جمع ہے اور لغت میں "عَرَفَ يَعْرِفُ مَعْرِفَةً" پہچاننے کو اور " عُرْفٌ" بلند جگہ کو کہتے ہیں، کیونکہ بلند چیز ممتاز ہونے کی وجہ سے آسانی سے پہچانی جاتی ہے، اسی سے مرغ کی کلغی اور گھوڑے کی گردن کے بلند حصے کے بالوں کو " عُرْفٌ" کہتے ہیں، کیونکہ بلندی کی وجہ سے وہ پہچان میں ممتاز ہوتے ہیں، لہٰذا "**الْاَعْرَافِ**" سے مراد جنتیوں اور جہنمیوں کے درمیان دیوار کی بلندیاں ہیں، جہاں ٹھہرنے والوں کو ایک طرف جنتی اور دوسری طرف جہنمی لوگ نظر آئیں گے، اکثر مفسرین یہی فرماتے ہیں۔

❸ **يَعْرِفُوْنَ كُلًّا بِسِيْمٰهُمْ**: " سِيْمَا " کا معنی نشانی ہے، مثلاً جنتیوں کے چہرے سفید اور نورانی ہوں گے اور جہنمیوں کے کالے سیاہ، یا امت محمد ﷺ کے وضو کے اعضاء چمک رہے ہوں گے۔ "**الْاَعْرَافِ**" میں کون لوگ ہوں گے، اس بارے میں مفسرین کے متعدد اقوال ہیں۔ قرطبی نے دس قول ذکر کیے ہیں، ان میں سب سے مشہور قول جسے جمہور مفسرین نے کثرت روایات کی بنا پر ترجیح دی ہے، یہ ہے کہ یہ وہ لوگ ہوں گے جن کی نیکیاں اور برائیاں برابر ہوں گی، اس لیے وہ بیچ میں دیوار پر ہوں گے۔ اس کا ایک قرینہ یہ جملہ بھی ہے: ﴿ **لَمْ يَدْخُلُوْهَا وَهُمْ يَطْمَعُوْنَ** ﴾ ''وہ ابھی جنت میں داخل نہیں ہوئے ہوں گے اور اس کی طمع رکھتے ہوں گے۔''

❹ **وَهُمْ يَطْمَعُوْنَ**: یعنی جنت میں جانے کی امید رکھتے ہوں گے، اس کے دو مطلب ہو سکتے ہیں، ایک یہ کہ اعراف والے

وَ اِذَا صُرِفَتْ اَبْصَارُهُمْ تِلْقَآءَ اَصْحٰبِ النَّارِ ۙ قَالُوْا رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۴۷﴾

اور جب ان کی نگاہیں آگ والوں کی طرف پھیری جائیں گی تو کہیں گے اے ہمارے رب! ہمیں ظالم لوگوں کے ساتھ مت کر ﴿۴۷﴾

ابھی جنت میں داخل نہیں ہوئے ہوں گے، مگر امید رکھتے ہوں گے کہ انھیں آئندہ جنت نصیب ہوگی۔ دوسرے یہ کہ اعراف والے ان لوگوں کو پکاریں گے جن کا جنتی ہونا ان کی علامات دیکھ کر معلوم ہو جائے گا، حالانکہ وہ ابھی حساب کتاب میں مشغول ہونے کی وجہ سے جنت میں داخل نہیں ہوئے ہوں گے۔ (ابن کثیر)

5 ابن کثیر میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے اصحاب الاعراف سے متعلق سوال کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ وہ لوگ ہیں جو نافرمانی کرتے ہوئے ماں باپ کی اجازت کے بغیر چلے گئے اور اللہ کی راہ میں قتل ہو گئے، اب انھیں جنت میں داخلے سے ماں باپ کی نافرمانی نے روک دیا اور آگ میں داخل ہونے سے انھیں اللہ کی راہ میں قتل ہونے نے روک دیا۔'' حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے ان روایات کے غیر معتبر ہونے کی طرف یہ کہہ کر اشارہ فرمایا کہ مرفوع روایات کی صحت اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے اور ابن کثیر کی تخریج ''هداية المستنير'' میں ان تمام روایات کا غیر معتبر ہونا تفصیل سے بیان فرمایا گیا ہے۔

آیت 47 1 وَاِذَا صُرِفَتْ اَبْصَارُهُمْ: ''صُرِفَتْ'' مجہول کا صیغہ ہے جس میں اس طرف اشارہ ہے کہ اعراف والے جنتیوں کی طرف تو شوق اور رغبت سے دیکھیں گے اور انھیں سلام کریں گے، مگر جہنمیوں کی طرف خود نگاہ اٹھانا بھی پسند نہیں کریں گے، بلکہ ان کی نگاہیں ان کی طرف پھیری جائیں گی، تاکہ انھیں عافیت کی قدر معلوم ہو۔ (المنار)

2 مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ: یعنی جہاں وہ اب ہیں یا آئندہ ہوں گے۔

تیسیر القرآن

سُوْرَۃُ الْأَعْرَاف (آیات ۴۴ تا ۴۷)

وَنَادٰٓى اَصْحٰبُ

الْجَنَّةِ أَصْحٰبُ النَّارِ أَنْ قَدْ وَجَدْنَا مَا وَعَدَنَا رَبُّنَا حَقًّا فَهَلْ وَجَدْتُّمْ مَّا وَعَدَ رَبُّكُمْ حَقًّا قَالُوْا نَعَمْ فَأَذَّنَ مُؤَذِّنٌ بَيْنَهُمْ أَنْ لَّعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ ۙ الَّذِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ

اور اہل جنت دوزخیوں کو پکار کر پوچھیں گے: ''ہم نے تو ان وعدوں کو سچا پالیا ہے جو ہم سے ہمارے پروردگار نے کیے تھے کیا تم سے تمہارے پروردگار نے جو وعدے کیے تھے تم نے بھی انہیں سچا پایا؟'' وہ جواب [۴۳۔الف] دیں گے ''ہاں! (ہم نے بھی سچا پایا)'' پھر ان کے درمیان ایک پکارنے والا پکارے گا کہ ''ظالموں پر اللہ کی لعنت ہو (۴۴) جو لوگوں کو اللہ کی راہ سے روکتے اور اس میں کجی پیدا کرنا چاہتے تھے اور آخرت کے [۴۴]

[۴۳۔الف] جنت اور دوزخ میں اتنا زیادہ فاصلہ ہوگا جس کا ہمارے لیے اس دنیا میں تصور بھی ممکن نہیں اور قرآن کی اس آیت اور بعض دوسری آیات سے اہل جنت اور اہل دوزخ کا مکالمہ بھی ثابت ہے۔ جس سے کئی باتوں کا پتہ چلتا ہے مثلاً ایک یہ کہ اس دوسری زندگی میں لوگوں کو جو سمعی اور بصری قوتیں عطا کی جائیں گی وہ موجودہ زندگی سے بہت زیادہ قوی ہوں گی۔ دوسرے وہاں کا مواصلاتی نظام بھی موجودہ دنیا کے نظام سے بہت زیادہ سریع التاثیر ہوگا۔ موجودہ دور میں ہم ٹیلی ویژن پر دنیا کے دور دراز ملکوں کے لوگوں کے مکالمات سن بھی سکتے ہیں اور انہیں دیکھ بھی سکتے ہیں اور اس دوسری زندگی میں یہ ہوگا کہ اہل جنت میں سے اگر کسی کو اپنے ان ساتھیوں کا خیال آیا جو کافر اور دوزخ کے مستحق تھے اور وہ ان سے کلام کرنا چاہے گا تو ان کی اور ان کے احوال و ظروف کی تصویر ہی سامنے نہیں آئے گی بلکہ وہ اپنے اپنے مقام پر بیٹھے ہوئے ایک دوسرے سے گفتگو بھی کر سکیں گے۔

یہ سورہ مکی ہے اور اس مقام پر جن اہل دوزخ کا ذکر آیا ہے اس سے مراد غالباً وہی لوگ ہیں جو مسلمانوں کو حقیر مخلوق سمجھتے تھے اور ان کے متعلق قسمیں کھا کر کہا کرتے تھے کہ ایسے لوگ کبھی اللہ کے فضل اور اس کی رحمت کے مستحق نہیں ہو سکتے ایسے ہی ناتواں اور نادار مسلمان جنت میں آرام پانے کے بعد اپنے ان متکبر ساتھیوں سے ہم کلام ہونا چاہیں گے جو انہیں حقیر سمجھا کرتے تھے۔ پھر ان میں وہی گفتگو ہوگی جو اس آیت میں مذکور ہے اور یہ مکالمہ ایسے لوگوں کو عبرت دلانے کے لیے اور اس دنیا میں حسرت و یاس بڑھانے کے لیے یہاں مذکور ہوا ہے اور ایسے ظالموں پر اس دنیا میں بھی لعنت ہے اور اُس جہان میں بھی لعنت ہوگی۔

[۴۴] ۞ اسلام کی راہ روکنے والے مسلمان:۔ اس آیت میں ظالموں کی ایک اور قسم کا ذکر کیا گیا ہے اور ایسے لوگ بھی ہر امت میں پائے جاتے ہیں مثلاً مسلمانوں میں بھی ایسے لوگ موجود ہیں جو دعویٰ تو اپنے مسلمان ہونے کا کرتے ہیں مگر کہتے یہ ہیں کہ اسلام نے جو حدود مقرر فرمائی ہیں یہ وحشیانہ سزائیں ہیں۔ آج کے دور میں ان پر عمل درآمد محال ہے۔ اسلام نے عورتوں کو گھروں میں رہنے کا حکم دے کر انہیں قیدی بنا دیا ہے۔ لونڈی غلاموں کے جواز کا زمانہ لد گیا اسلام اپنے دور میں تو ایک زندہ تحریک تھی مگر آج یہ نظام فرسودہ ہو چکا ہے جو زمانے کا ساتھ نہیں دے سکتا۔ وہ اپنا سیاسی نظام بھی غیروں سے درآمد کرتے ہیں اور معاشی نظام بھی اوروں سے لیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ آج کے دور میں سود کے بغیر ہماری معیشت چل ہی نہیں سکتی۔ یہ سب باتیں اسلام کا راستہ روکنے اور اس کی سیدھی راہ میں کجی پیدا کرنے کی باتیں ہیں اور حقیقت یہ ہے کہ ایسے

يَبْغُونَهَا عِوَجًا وَهُم بِالْآخِرَةِ كَافِرُونَ ﴿٤٥﴾ وَبَيْنَهُمَا حِجَابٌ وَعَلَى الْأَعْرَافِ رِجَالٌ يَعْرِفُونَ
كُلًّا بِسِيمَاهُمْ وَنَادَوْا أَصْحَابَ الْجَنَّةِ أَن سَلَامٌ عَلَيْكُمْ لَمْ يَدْخُلُوهَا وَهُمْ يَطْمَعُونَ ﴿٤٦﴾ وَإِذَا صُرِفَتْ

منکر تھے" (۴۵) اہل جنت اور اہل دوزخ کے درمیان ایک اوٹ [۴۵] حائل ہوگی اور اعراف [۴۶] پر کچھ آدمی ہوں گے جو ہر ایک کو اس کی پیشانی کے نشانات سے پہچانتے ہوں گے۔ وہ اہل جنت کو آواز دیں گے کہ": تم پر سلامتی ہو" یہ اعراف والے ابھی جنت میں داخل تو نہ ہوئے ہوں گے البتہ اس کی امید [۴۷] ضرور رکھتے ہوں گے (۴۶)

لوگ روز آخرت پر اور اللہ کے حضور جوابدہی پر ایمان نہیں رکھتے ورنہ وہ ایسی باتیں کیسے کہہ سکتے تھے؟

[۴۵] ۞ اعراف کیا ہے؟ اعراف جنت اور دوزخ کے درمیان ایک اوٹ ہے سورۂ حدید میں اس اوٹ کی یہ تفصیل ملتی ہے کہ وہ ایک دیوار ہوگی جس میں ایک دروازہ ہوگا اس کے بیرونی طرف تو عذاب ہوگا اور اندرونی طرف رحمت (۵۷: ۱۳) یعنی یہ دیوار جنت کے لذائذ اور خوشیوں کو جہنم کی طرف جانے سے اور جہنم کی کلفتوں کو اور آگ کی لپیٹ اور گرمی اور دھوئیں کو جنت کی طرف جانے سے روک دے گی۔

[۴۶] ۞ اعراف اور اہل اعراف:۔ اصحاب اعراف کون لوگ ہیں؟ اس کے متعلق بہت سے اقوال ہیں جن میں سے راجح تر یہی قول ہے کہ یہ وہ لوگ ہوں گے جن کی نیکیاں اور برائیاں برابر برابر ہوں گی وہ اس مقام پر مقیم ہوں گے ان کے ایک طرف اہل جنت ہوں گے جنہیں وہ ان کے نورانی چہروں کی بدولت پہچانتے ہوں گے اور دوسری طرف اہل دوزخ ہوں گے جن کی روسیاہی اور کالی کلوٹی رنگت کی بنا پر انہیں بھی پہچانتے ہوں گے۔

[۴۷] اس آیت کے دو مطلب بیان کیے گئے ہیں ایک یہ کہ جو لوگ جنت میں داخل ہو چکے ہوں گے انہیں دیکھ کر اصحاب اعراف انہیں سلام علیکم کہیں گے اور ان اصحاب اعراف کی اپنی کیفیت یہ ہوگی کہ وہ بھی جنت میں داخل ہونے کی توقع رکھتے ہوں گے دوسرے یہ کہ کئی اہل جنت ابھی حساب و کتاب سے فارغ نہ ہوئے ہوں گے مگر اصحاب اعراف ان کے نورانی چہرے دیکھ کر پہچان لیں گے کہ وہ جنتی ہیں تو انہیں سلام علیکم کے بعد جنت کی خوشخبری دیں گے اور ان حساب کتاب میں مشغول لوگوں کی اپنی کیفیت یہ ہوگی کہ گو وہ ابھی تک جنت میں داخل نہ ہوئے ہوں گے تاہم وہ اس کی امید ضرور رکھتے ہوں گے۔

۞ جنت میں دیدار الٰہی:۔ اہل جنت اور اہل دوزخ کے درمیان مکالمہ، اصحاب اعراف کا ان سے مکالمہ اور ان کو بعید مقامات سے دیکھ کر پہچان لینے اور ایک دوسرے کی آوازیں سن کر ان کا جواب دینے کو اور روز محشر کے احوال کو موجودہ قوتوں اور عقل سے جانچنا درست نہیں اور اس کی تائید رسول اللہ ﷺ کے اس ارشاد سے بھی ہوتی ہے جس میں آپ نے صحابہ کرام سے فرمایا کہ "اس دن تم اپنے پروردگار کو اس طرح بلا تکلف دیکھ سکو گے جس طرح چاند کو دیکھ رہے ہو اور تمہیں کوئی رکاوٹ محسوس نہ ہوگی" (بخاری۔ کتاب التوحید باب وجوہ یومئذ ناضرۃ .....) حالانکہ اس دنیا میں موجودہ آنکھوں سے دیدار الٰہی ناممکن ہے۔

أَبْصَارُهُمْ تِلْقَاءَ أَصْحٰبِ النَّارِ ۙ قَالُوْا رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۴۷﴾ ع ۱۲

اور جب ان کی نگاہیں[۴۸] اہلِ دوزخ کی طرف پھیری جائیں گی تو کہیں گے "پروردگار! ہمیں ظالم لوگوں میں شامل نہ کرنا" (۴۷)

[۴۸] اہلِ اعراف کا اہلِ دوزخ سے مکالمہ:۔ یعنی اصحاب اعراف دوزخیوں کی طرف دیکھنا بھی گوارا نہ کریں گے کیونکہ وہ خود بھی بیم ورجاء کی حالت میں ہوں گے دوزخ سے ڈر رہے ہوں گے اور جنت کی آس لگائے ہوئے ہوں گے لہٰذا ان کی آنکھوں کو اہل جہنم کی طرف پھیرا جائے گا تو پہلی بات جو ان کے منہ سے نکلے گی وہ یہ ہوگی کہ اے اللہ! ہمیں ان ظالم لوگوں میں شامل نہ کرنا۔

انوارُ البیان

سُورَۃُ الأَعْرَاف (آیات ۴۴ تا ۴۵)

وَ نَادٰۤی اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ اَصْحٰبَ النَّارِ اَنْ قَدْ وَجَدْنَا مَا وَعَدَنَا رَبُّنَا حَقًّا فَهَلْ وَجَدْتُّمْ

اور جنت والے دوزخ والوں کو پکاریں گے ہمارے رب نے جو ہم سے وعدہ فرمایا تھا وہ ہم نے حق پایا سو کیا تم نے بھی اسے حق پایا

مَّا وَعَدَ رَبُّكُمْ حَقًّا ؕ قَالُوْا نَعَمْ ۚ فَاَذَّنَ مُؤَذِّنٌۢ بَيْنَهُمْ اَنْ لَّعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ ﴿۴۴﴾

جو تمہارے رب نے تم سے وعدہ فرمایا تھا وہ کہیں گے کہ ہاں! پھر ایک اعلان کرنے والا ان کے درمیان اعلان کرے گا کہ اللہ کی لعنت ہو ظالموں پر

الَّذِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ يَبْغُوْنَهَا عِوَجًا ۚ وَ هُمْ بِالْاٰخِرَةِ كٰفِرُوْنَ ﴿۴۵﴾

جو اللہ کی راہ سے روکتے تھے اور اس میں کجی تلاش کرتے تھے اور وہ لوگ آخرت کے منکر تھے۔

وقف لازم باختلاف

اہل جنت کا اہلِ دوزخ کو پکارنا اور دوزخیوں پر لعنت ہونے کا اعلان ہونا

اہلِ جنت دوزخیوں کو آواز دیں گے اور ان کو خطاب کرتے ہوئے یوں پکاریں گے کہ ہمارے رب نے ہم سے ایمان اور اعمال صالحہ پر جو عنایات اور مہربانی اور بخششوں کا وعدہ فرمایا تھا دنیا میں ہم نے بغیر دیکھے اس سب کی تصدیق کر دی تھی۔ آج ہم نے یہاں ان سب وعدوں کے مطابق انعامات پالئے جو وعدے ہم سے فرمائے گئے تھے ان سب کو آنکھوں سے دیکھ لیا۔ اب تم کہو کہ کفر پر جو تمہارے رب نے تم کو اپنی کتابوں اور رسولوں کے ذریعہ وعیدوں سے آگاہ فرمایا تھا کیا وہ وعیدیں سچی نکلیں اور اللہ تعالیٰ نے جو کفر کی سزا سے دنیا ہی میں باخبر فرما دیا تھا ان خبروں کو تم نے صحیح پایا؟

اس پر وہ لوگ جواب دیں گے "نَعَمْ" کہ ہاں! ہم نے ان سب باتوں کو صحیح پایا۔ واقعی کتابوں اور رسولوں کے واسطہ سے جو اللہ تعالیٰ نے عذاب کی خبریں دی تھیں وہ سب ٹھیک نکلیں۔ جب وہ لوگ اس کا اقرار کرلیں گے کہ ہمیں جو کچھ بتایا گیا تھا وہ سب سچ تھا ہم نے نہ مانا اور اپنی جانوں پر ظلم کیا۔ اس پر ایک پکارنے والا دونوں فریق کے درمیان کھڑے ہو کر پکارے گا کہ اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو ظالموں پر جو اللہ کی راہ سے یعنی دینِ حق سے روکتے تھے جو اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے بھیجا تھا نہ خود قبول کرتے تھے نہ دوسروں کو قبول کرنے دیتے تھے اور اسی پر بس نہیں کرتے تھے بلکہ بزعم خود اس میں کجی تلاش کرتے تھے یعنی ایسی باتیں ڈھونڈتے تھے جن کے ذریعہ دینِ حق میں عیب نکالیں اور اعتراض کریں۔

یہ لوگ نہ دینِ حق کو مانتے تھے نہ یومِ آخرت پر ایمان رکھتے تھے ان کی ان حرکتوں کا نتیجہ یہ ہے کہ ہمیشہ کے لئے ملعون ہو گئے ان پر

اللہ تعالیٰ کی لعنت اور پھٹکار پڑ گئی اور دوزخ کے دائمی عذاب میں گرفتار ہو گئے۔

یہ جو فرمایا کہ "وَيَبْغُونَهَا عِوَجًا" کہ اللہ کے دین میں کجی تلاش کرتے ہیں یہ ان کی انتہائی ضد اور عناد کی ایک صورت بیان فرمائی۔ مشرکین مکہ ایسا ہی کرتے تھے دین اسلام پر طرح طرح کے اعتراضات اٹھاتے تھے۔ مدینہ منورہ میں یہودیوں سے واسطہ پڑا وہ لوگ یہ جانتے ہوئے بھی کہ سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ واقعی اللہ کے رسول ہیں آپ کی نبوت و رسالت کا اقرار نہیں کرتے تھے اور ایسی ایسی باتیں نکالتے تھے جو حقیقت میں قابل اعتراض نہ تھیں لیکن انہیں بطور اعتراض عوام کے سامنے لاتے تھے تاکہ وہ اسلام قبول نہ کریں۔

آج تک یہود و نصاریٰ اور دیگر کفار اس کام میں لگے ہوئے ہیں کہ اسلام میں عیب نکالیں حتیٰ کہ وہ مشرک جو گائے کا پیشاب پیتے ہیں وہ بھی اپنے آپ کو پوتر اور مسلمانوں کو ناپاک سمجھتے ہیں۔ انہیں مسلمانوں کی پاکیزہ شریعت پاکیزہ زندگی پر اعتراض ہے اور اپنے پیشاب پینے سے ذرا بھی نفرت نہیں۔ جن قوموں میں غسل جنابت نہیں وہ بھی اپنے آپ کو مسلمانوں سے اچھا سمجھتی ہیں۔ اور جن قوموں میں زنا کاری عام ہے اور نکاح کرنا عیب ہے انہیں اسلام پر یہ اعتراض ہے کہ اس میں تعدد ازواج کی اجازت ہے یہ کیسی الٹی سمجھ ہے کہ دوستیاں تو جتنی چاہے رکھ لے لیکن ایک سے زیادہ بیویاں رکھنا جو اللہ کی شریعت میں حلال ہے اس پر اعتراض ہے۔

یہود و نصاریٰ نے آج کل مستشرقین تیار کر رکھے ہیں یہ لوگ بظاہر اسلامی علوم میں اپنا اشتغال رکھتے ہیں اور نادان مسلمان خوش ہیں کہ کافر ہمارا دین پڑھ رہے ہیں وہ لوگ قرآن و حدیث کا مطالعہ کرتے ہیں اور نہ صرف یہ کہ خود کافر ہیں بلکہ اہل اسلام جوان کے یہاں اسلامیات کی ڈگری لینے جاتے ہیں ان کو اسلامی عقائد میں مذبذب کر کے مرتد بنا دیتے ہیں ان سادہ لوح طلبا کو یہ پتہ بھی نہیں ہوتا کہ ہم دین اسلام سے خارج ہو گئے۔ مستشرقین ان کو اسلام اور داعی اسلام ﷺ پر اعتراضات سمجھاتے اور سمجھاتے ہیں ان لوگوں کے پاس چونکہ علم نہیں ہوتا، علماء اسلام کی کتابوں اور صحبتوں سے محروم ہوتے ہیں اس لئے جواب دینے سے قاصر ہوتے ہیں اور خود بھی اسلام کے بارے میں بدعقیدہ ہو جاتے ہیں۔ مستشرقین ایسے ایسے اعتراضات سمجھاتے ہیں جن کے منہ توڑ جوابات دیئے جا چکے ہیں اور علماء اسلام ان کو مناظروں میں شکست دے کر بارہا ذلیل کر چکے ہیں یہ لوگ اپنے دین کو باطل جانتے ہوئے اسی پر جمے ہوتے ہیں اِنْ هُمْ اِلَّا كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ سَبِيْلًا ۝

تفسیرِ عثمانی

سُوْرَۃُ الْأَعْرَاف (آیات ۴۴ تا ۴۷)

وَنَادٰٓى اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ اَصْحٰبَ النَّارِ اَنْ قَدْ

اور پکاریں گے جنت والے دوزخ والوں کو کہ

وَجَدْنَا مَا وَعَدَنَا رَبُّنَا حَقًّا فَهَلْ وَجَدْتُّمْ مَّا

ہم نے پایا جو ہم سے وعدہ کیا تھا ہمارے رب نے سچا سو تم نے بھی پایا

وَعَدَ رَبُّكُمْ حَقًّا ؕ قَالُوْا نَعَمْ ۚ فَاَذَّنَ مُؤَذِّنٌ

اپنے رب کے وعدہ کو سچا وہ کہیں گے کہ ہاں پھر پکارے گا ایک پکارنے والا

بَيْنَهُمْ اَنْ لَّعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ ۙ﴿۴۴﴾ الَّذِيْنَ

ان کے بیچ میں کہ لعنت ہے اللہ کی اُن ظالموں پر جو

يَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَيَبْغُوْنَهَا عِوَجًا ۚ

روکتے تھے اللہ کی راہ سے اور ڈھونڈھتے تھے اُس میں کجی

وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ كٰفِرُوْنَ ﴿۴۵﴾ وَبَيْنَهُمَا حِجَابٌ ۚ

اور وہ آخرت سے منکر تھے ◆۲ اور دونوں کے بیچ میں ہوگی ایک دیوار ◆۲

وقف لازم باختلاف

اہل جنت اور اہل دوزخ کا مکالمہ ان آیات میں ان مخاطبات و مکالمات کا ذکر ہے جو جنتیوں اور دوزخیوں یا ان دونوں اور اصحاب اعراف میں ہونگے۔ پہلی اور آخری گفتگو جو ''اصحاب الجنت'' اور ''اصحاب النار'' میں اِدھر سے یا اُدھر سے ہوگی صاف ظاہر کرتی ہے کہ یہ مخاطبات جنت یا دوزخ میں داخل ہونے کے بعد کے ہیں۔ اس لئے نظم کلام کا مقتضیٰ یہ ہے کہ اصحاب اعراف کی درمیانی گفتگو کو بھی اس کے بعد ہی مانا جائے۔ بہرحال جنتی جنت میں پہنچ کر اپنے حال پر اظہارِ مسرت اور دوزخیوں کی تقریع و نکایت کے لئے کہیں گے کہ جو کچھ وعدے حق تعالیٰ نے پیغمبروں کی زبانی ہم سے فرمائے تھے کہ ایمان لانے والوں کو نعیم دائم ملے گی ہم تو انہیں سچا پا رہے ہیں اے اہل جہنم! تم بولو کہ تمہارے کفر و عصیان پر جو دھمکیاں دی گئی تھیں تم نے بھی ان کو سچا پایا؟ ظاہر ہے جواب میں بجز ''نعم'' کے اور کیا کہہ سکتے ہیں۔ اس وقت خدا کا ایک منادی دونوں کے درمیان کھڑے ہو کر پکارے گا کہ (یوں تو گنہگار بہت سے ہیں مگر) خدا کی بڑی پھٹکار ان ظالموں پر ہے جو خود گمراہ ہوئے اور آخرت کے انجام سے بالکل بے فکر ہو کر دوسروں کو بھی راہِ حق سے روکتے رہے اور اپنی کج بحثیوں سے رات دن اسی فکر میں تھے کہ صاف اور سیدھے راستہ کو ٹیڑھا ثابت کریں۔

حجاب کے معنی پردہ اور آڑ کے ہیں۔ یہاں پردہ کی دیوار مراد ہے جس کی تصریح سورہ حدید میں کی گئی ہے فَضُرِبَ بَيْنَهُمْ بِسُوْرٍ لَّهٗ بَابٌ یہ دیوار جنت کی لذتوں کی دوزخ تک اور دوزخ کی کلفتوں کو جنت تک پہنچنے سے مانع ہوگی اس کی تفصیلی کیفیت کا ہم کو علم نہیں۔

وَعَلَى الْاَعْرَافِ رِجَالٌ يَّعْرِفُوْنَ كُلًّا ۢ بِسِيْمٰهُمْ ۚ

اور اعراف کے اوپر مرد ہوں گے کہ پہچان لیں گے ہر ایک کو اس کی نشانی سے

وَنَادَوْا اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ اَنْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ ۫ قف لَمْ

اور وہ پکاریں گے جنت والوں کو کہ سلامتی ہے تم پر

يَدْخُلُوْهَا وَهُمْ يَطْمَعُوْنَ ﴿٤٦﴾ وَاِذَا صُرِفَتْ اَبْصَارُهُمْ

وہ ابھی جنت میں داخل نہیں ہوئے اور وہ امیدوار ہیں ◆ اور جب پھرے گی اُن کی نگاہ

تِلْقَآءَ اَصْحٰبِ النَّارِ ۙ قَالُوْا رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا مَعَ

دوزخ والوں کی طرف تو کہیں گے اے رب ہمارے مت کر ہم کو گنہگار

الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿٤٧﴾ ع ٥ ٨ ١٢

اعراف اور اصحاب اعراف اسی درمیانی دیوار کی بلندی پر جو مقام ہوگا اس کو ''اعراف'' کہتے ہیں۔ اصحاب اعراف کون لوگ ہیں؟ قرطبی نے اس میں بارہ قول نقل کئے ہیں۔ ہمارے نزدیک ان میں راجح وہ ہی قول ہے جو حضرت حذیفہ، ابن عباس، ابن مسعود رضی اللہ عنہم جیسے جلیل القدر صحابہ اور اکثر سلف وخلف سے منقول ہے۔ یعنی وزن اعمال کے بعد جن کے حسنات بھاری ہونگے وہ جنتی ہیں اور جس کے سیئات غالب ہوئے وہ دوزخی۔ اور جن کے حسنات وسیئات بالکل مساوی ہونگے وہ اصحاب اعراف ہیں۔ روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ انجام کار اصحاب اعراف جنت میں چلے جائیں گے اور یہ ویسے بھی ظاہر ہے کہ جب عصات مومنین جن کے سیئات غالب تھے جہنم سے نکل کر آخر کار جنت میں داخل ہونگے، تو اصحاب اعراف جن کے حسنات اور سیئات برابر ہیں وہ ان سے پہلے داخل ہونے چاہئیں گویا اصحاب اعراف کو اصحاب الیمین کی ایک کمزور قسم سمجھنا چاہئے۔ جس طرح ''سابقین مقربین'' فی الحقیقت اصحاب یمین کی ایک ایسی قسم ہے جو اپنی اولو العزمیوں کی بدولت عام ''اصحاب یمین'' سے کچھ آگے نکل گئے ہیں، اس کے بالمقابل ''اصحاب اعراف'' گری ہوئی قسم ہے جو اپنے اعمال کی کثافت کی وجہ سے عام اصحاب یمین سے کچھ پیچھے رہ گئے ہیں یہ لوگ ''اہل جہنم'' اور ''اہل جنت'' کے درمیان میں ہونے کی وجہ سے دونوں طبقے کے لوگوں کو ان کی مخصوص نشانیوں سے پہچانتے ہونگے، جنتیوں کو ان کے سفید اور نورانی چہروں سے اور دوزخیوں کو اُن کی روسیاہی اور بدرونقی سے۔ بہر حال جنت والوں کو دیکھ کر سلام کریں گے جو بطور مبارکباد ہوگا اور چونکہ خود ابھی جنت میں داخل نہیں ہو سکے اس کی طمع اور آرزو کریں گے جو آخر کار پوری کر دی جائے گی۔

جنت و دوزخ کے درمیان میں ہونے کی وجہ سے ان لوگوں کی حالت خوف ورجاء کے بیچ میں ہوگی ادھر دیکھیں گے تو امید کریں گے اور ادھر نظر پڑے گی تو خدا سے ڈر کر پناہ مانگیں گے کہ ہم کو ان دوزخیوں کے زمرہ میں شامل نہ کیجئے۔

احسن البیان

سُوْرَۃُ الْأَعْرَاف (آیات ۴۴ تا ۴۷)

وَنَادٰٓى اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ اَصْحٰبَ النَّارِ اَنْ قَدْ وَجَدْنَا مَا وَعَدَنَا رَبُّنَا حَقًّا فَهَلْ وَجَدْتُّمْ مَّا وَعَدَ رَبُّكُمْ حَقًّا ۭ قَالُوْا نَعَمْ ۚ فَاَذَّنَ مُؤَذِّنٌۢ بَيْنَهُمْ اَنْ لَّعْنَةُ اللّٰهِ عَلَي الظّٰلِمِيْنَ ۝۴۴

اور اہل جنت اہل دوزخ کو پکاریں گے کہ ہم سے جو ہمارے رب نے وعدہ فرمایا تھا ہم نے تو اسکو واقعہ کے مطابق پایا' سو تم سے جو تمہارے رب نے وعدہ کیا تھا تم نے بھی اس کو واقعہ کے مطابق پایا؟[۳] وہ کہیں گے ہاں'

(۳) یہی بات نبی ﷺ نے جنگ بدر میں جو کافر مارے گئے تھے اور ان کی لاشیں ایک کنوئیں میں پھینک دی گئی تھیں۔ انہیں خطاب کرتے ہوئے کہی تھی' جس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا تھا "آپ ایسے لوگوں سے خطاب فرما رہے ہیں

پھر ایک پکارنے والا دونوں کے درمیان میں پکارے گا کہ اللہ کی مار ہو ان ظالموں پر۔(۴۴)

الَّذِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَيَبْغُوْنَهَا عِوَجًا وَّهُمْ بِالْاٰخِرَةِ كٰفِرُوْنَ ﴿۴۵﴾

جو اللہ کی راہ سے اعراض کرتے تھے اور اس میں کجی تلاش کرتے تھے اور وہ لوگ آخرت کے بھی منکر تھے۔(۴۵)

وَبَيْنَهُمَا حِجَابٌ ۚ وَعَلَى الْاَعْرَافِ رِجَالٌ يَّعْرِفُوْنَ كُلًّا بِسِيْمٰهُمْ ۚ وَنَادَوْا اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ اَنْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ ۚ لَمْ يَدْخُلُوْهَا وَهُمْ يَطْمَعُوْنَ ﴿۴۶﴾

اور ان دونوں کے درمیان ایک آڑ ہوگی[1] اور اعراف کے اوپر بہت سے آدمی ہوں گے وہ لوگ،[2] ہر ایک کو ان کے قیافہ سے پہچانیں گے[3] اور اہل جنت کو پکار کر کہیں گے، السلام علیکم! ابھی یہ اہل اعراف جنت میں داخل نہیں ہوئے ہوں گے اور اس کے امیدوار ہوں گے۔[4] (۴۶)

وَاِذَا صُرِفَتْ اَبْصَارُهُمْ تِلْقَآءَ اَصْحٰبِ النَّارِ ۙ قَالُوْا رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۴۷﴾

اور جب ان کی نگاہیں اہل دوزخ کی طرف پھریں گی تو کہیں گے اے ہمارے رب! ہم کو ان ظالم لوگوں کے ساتھ شامل نہ کر۔(۴۷)

جو ہلاک ہو چکے ہیں" آپ ﷺ نے فرمایا "اللہ کی قسم، میں انہیں جو کچھ کہہ رہا ہوں، وہ تم سے زیادہ سن رہے ہیں، لیکن اب وہ جواب دینے کی طاقت نہیں رکھتے" (صحیح مسلم۔ کتاب الجنۃ، باب عرض مقعد المیت من الجنۃ أو النار والبخاری، کتاب المغازی، باب قتل أبی جهل)

(۱) "ان دونوں کے درمیان" سے مراد جنت دوزخ کے درمیان یا کافروں اور مومنوں کے درمیان ہے۔ حِجَابٌ (آڑ) سے وہ فصیل (دیوار) مراد ہے جس کا ذکر سورۂ حدید میں ہے۔ ﴿ فَضُرِبَ بَيْنَهُمْ بِسُوْرٍ لَّهٗ بَابٌ ﴾ (الحدید۔۱۳) "پس ان کے درمیان ایک دیوار کھڑی کر دی جائے گی، جس میں ایک دروازہ ہوگا" یہی اعراف کی دیوار ہے۔

(۲) یہ کون ہوں گے؟ ان کی تعیین میں مفسرین کے درمیان خاصا اختلاف ہے۔ اکثر مفسرین کے نزدیک یہ وہ لوگ ہوں گے جن کی نیکیاں اور برائیاں برابر ہوں گی۔ ان کی نیکیاں جہنم میں جانے سے اور برائیاں جنت میں جانے سے مانع ہوں گی اور یوں اللہ تعالیٰ کی طرف سے قطعی فیصلہ ہونے تک وہ درمیان میں معلق رہیں گے۔

(۳) سِيْمَاءٌ کے معنی علامت کے ہیں۔ جنتیوں کے چہرے روشن اور تر و تازہ اور جہنمیوں کے چہرے سیاہ اور آنکھیں نیلی ہوں گی۔ اس طرح وہ دونوں قسم کے لوگوں کو پہچان لیں گے۔

(۴) یہاں يَطْمَعُوْنَ کے معنی بعض لوگوں نے يَعْلَمُوْنَ کے کئے ہیں یعنی ان کو علم ہوگا کہ وہ عنقریب جنت میں داخل کر دیئے جائیں گے۔